عزازیل

ا۔ پسِ منظر

ساری دنیا کے مشاغل سے کنارہ کر کے
صرف ایمان کی دولت پہ بھروسا کر کے
ہم نے اک سوچ کو بیدار کیا تھا اک دن
ایک تحریک کو تیار کیا تھا اک دن

پہلے آغازِ سفر ساتھ کیا تھا ہم نے
پھر تو اک عہد بَسر ساتھ کیا تھا ہم نے
راستے کھوجے تھے منزل کے نشاں رکھے تھے
جس جگہ کوئی نہ جاتا تھا وہاں پہنچے تھے

کتنی قربانیاں دے دے کے بنا تھا رستہ
کتنی مشکل سے بنایا تھا ہراول دستہ

https://emadahmad.com

۲۔پسِ پردہ

ہائے! سرداری عزازیل کی قسمت میں نہیں
صدق واخلاص تو ابلیس کی فطرت میں نہیں
اِس کا وہ حال ہے جیسے کہ گدھے پر تَورات
بار بھی جس کا اُٹھائے، پہ نہ سمجھے کوئی بات

اِس کا وہ حال ہے جیسے کہ وہ عالم جس کو
علمِ آیاتِ خداوند عطا ہو پر وہ
ان کی حد توڑ کے پورا کرے بس نفس کا حَظ
کلب کی مثل پڑا ہانپتا رہ جائے محض

https://emad-ahmad.com

۳۔ منظر نامہ

میں نے آغازِ سفر میں ہی بتایا تھا تمہیں
زور دے دے کے کئی بار جتایا تھا تمہیں
سوچ اور قلب میں ہوتی ہے نظریاتی اساس
سو مری سوچ مرا قلب ہیں ضامن اس کے
اور پھر اس کے لئے جان لڑا دی میں نے
لاج رکھنے کے لیے عُمر گنوا دی مَیں نے
عہد کا پاس تھا ہر گام نبھایا مَیں نے
ورنہ اس راہ پہ کیا کچھ نہ گنوایا مَیں نے

مَیں نے ہر موڑ پہ مضبوط کیے ہاتھ ترے
تُو انہی ہاتھوں کی مضبوطی پہ اترانے لگا
اِک کڑا لمحہ تھا جب نفس تجھے لے اُچکا
تُف، تو افکار کی دنیا میں ہوس لے آیا
اپنے کردار کی دولت پہ تُو راضی نہ رہا
تُو نے ایقان و توکُل کا گلا گھونٹ دیا

https://emadahmad.com/

جنگ جیتی ہوئی تھی، نفس پہ دے واری ہے
تُو نے تحریک کی شہ رگ پہ چھری ماری ہے

ہم نے قربانی پہ رکھی تھی نظریاتی اساس
عہد باندھا تھا کہ احسان پہ جینا ہوگا
صرف ایقان وتوکل ہی تو سرمایہ تھا
ہم پہ اللہ کی رحمت کا بہت سایہ تھا
جس کے بل بوتے پہ رسموں سے بغاوت کی تھی
شہر کے شہر سے تنہا ہی عداوت لی تھی

تُو مقدر کو سمجھ لینے پہ تیار نہ تھا
اپنی خواہش کو کچل دینے پہ تیار نہ تھا
وہ جو اک رازِ شبِ قدر میں کھولا گیا تھا
ترا سینہ اسے لے لینے کو بیدار نہ تھا

https://emad-ahmad.com/

فائدے لے لیے، قربانی پہ راضی نہ ہوا
نفس تیرا بھی عزازیل کی راہوں پہ چلا

اپنے سینے پہ لگے زخم بھلا سکتا ہوں
غم کے ایّام کی سختی بھی اُٹھا سکتا ہوں
میں نے جو ضبط کیے ہیں وہ چھپا سکتا ہوں
سال ہا سال کی محنت بھی گنوا سکتا ہوں
مال و زر، قوتِ بازو، مری ذہنی کاوش
دل کے جذبات، معاشی و سماجی رشتے
سب پہ جو ٹھیس لگی ہے وہ پچا سکتا ہوں
مجھ کو ان میں سے کسی چیز کا افسوس نہیں
دل میں ناکامی نہیں، جوگ نہیں، روگ نہیں
اپنے ماضی کے رویّوں کا کوئی سوگ نہیں

https://ehmad-ahmad.com/

جو کیا ہے وہ فقط اذنِ خدا کو ہے کیا
جو دیا ہے تو وہ بس اُس کی رضا کو ہے دیا
جو سہا ہے، مری تقدیر میں لکھا ہوا تھا
جو رہا ہے، مری تقدیر میں لکھا ہوا ہے
مرے اک خواب کی تعبیر میں لکھا ہوا ہے

سو مَیں کردار کو سستا نہیں کر سکتا ہوں
نظریات کا سودا نہیں کر سکتا ہوں

تُو نے دنیا کے اثاثے ہی بنائے ہیں فقط
میں نے اجداد کی میراث کو حرمت دی ہے
تُو عمارات کی تعمیر میں مشغول رہا
میں نے افکار کی تعمیر میں دن کاٹے ہیں
تُو تو مصروف رہا گننے میں افراد مگر
مَیں نے کردار کی تشکیل میں غم کاٹے ہیں

https://emad-ahmad.com/

تُو تو کر گزرا ہے، جو کچھ بھی ترے بس میں تھا
مَیں نے بنیاد کا پتھر ہی لگایا ہے ابھی
سوچ اور قلب میں ہوتی ہے نظریاتی اساس
اور مری سوچ، مرا قلب ہیں ضامن اس کے
اپنے اطوار سے لوگوں کو دکھانا ہے ابھی
اپنے کردار سے دُنیا کو بتانا ہے ابھی

تُو سمجھتا ہے کہ تُو جیت گیا ہے بازی؟
تُو نے ایمان گنوا ڈالا ہے یارِ ماضی!
تُو نے کیا کھویا ہے، تُو خود بھی سمجھ سکتا ہے
مَیں نے کیا پایا ہے تُو خود بھی ہے شاہد اِس پر

https://emad-ahmad.com/